وجہ سے ہوتا ہے۔'' سند میں کلام کے باوجود اکثر علماء نے اس بات کو معقول قرار دیا ہے، کیونکہ اس سے جسم پر نجاست زدہ چھینٹیں پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ نے کہا: فرش پکی اور نکاس درست ہونے کی صورت میں نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ ہاں اگر بدن یا لباس پر پیشاب یا نجاست زدہ پانی کے چھینٹے پڑیں تو اسے دھونا فرض ہے۔[فتاوی ۲۱/۶: ۵۹۰،۴]

[7] صحرا وغیرہ: ان مقامات میں قضائے حاجت کے بعد بیت کو دفن کروانے کے لیے شریعت مطہرہ نے نجاست خور جانوروں سے استفادے کو حرام قرار دیا ہے۔ یعنی انسانی غلاظت کی نجاست جانور کے پیٹ میں تحلیل ہوکر دودھ، انڈے اور پسینہ بن جانے کے باوجود شریعت اسے پاک تسلیم نہیں کرتی۔ اس حکم کی اہمیت اس دور میں اجتناب نجاست کے حوالے سے نہایت واضح ہے جب عام طور پر گھروں میں بیت الخلاء کا انتظام ناپید تھا۔[بخاری، الوضوء باب ۱۱ خروج النساء إلى البراز، عن عائشة] اور لوگ ان کو جانور کھلا چھوڑتے تھے۔[موطا، باب القضاء في الضواری۔ أبو داؤد، المواشي تفسد زرع قوم]

حدیث میں ہے: "نهى رسول الله ﷺ عن أكل الجلالة وألبانها" [أبو داؤد، أطعمة باب ۲۵ ح ۳۷۸۵، ۱۴۸/۴، ترمذی، أطعمة باب ۲۴ ح: ۱۸۲۴ عن ابن عمر ۲۳۸/۴ وقال: حسن ...] "آپ ﷺ نے نجاست خور جانور کا گوشت اور دودھ استعمال کرنے سے منع فرمایا۔" "نهى عن الجلالة في الإبل أن يركب عليها أو يشرب من ألبانها" [أبو داؤد أطعمة ح: ۳۷۸۷، ۱۴۹/۴] "نبی ﷺ نے نجاست خور اونٹوں کی سواری کرنے اور ان کا دودھ پینے سے منع فرمایا۔"

آپ ﷺ نے جنوں سے فرمایا: "...... وكلُّ بعرةٍ علف لدوابكم" [مسلم الصلاة ح: ۱۰۵۰ عن ابن مسعود ۴/ ۱۰۰] "مینگنیاں تمہارے جانوروں کے لیے چارہ ہیں۔" پھر گوبر سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ ہم گوبر وغیرہ کو نجاست سے بچائیں۔ اسی لیے انسانی خوراک سے بھی استنجا کرنا حرام ہے۔ اگر گوبر نجس ہوتا تو یہ کسی مؤمن قوم (جنوں) کے جانوروں کی خوراک نہ ہوتی، کیونکہ اس طرح وہ نجاست خور بنتے ہیں۔[مجموع الفتاوی: ۲۱/ ۵۷۷، ۵۸۵] نجس غذا کھانے کی وجہ سے شریعت نے اس کے گوشت، دودھ اور انڈوں کو حرام کر دیا۔ جب انہیں پاک وصاف ہوجانے تک نجاست خوری سے بالکل روک دیا جائے تو بالاجماع وہ پاک اور حلال ہو جاتے ہیں۔ [فتاوی: ۲۱/ ۵۸۵۔ ۶۱۸]

(جاری ہے)

بدعت کی شرعی حیثیت

محمد حسن آصم صدیقی

کیا بدعات پر شرعی دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں؟

علامہ شاطبیؒ کہتے ہیں: ''کوئی ایسا بدعتی نہ ملے گا جو ملت اسلامیہ سے وابستگی کا دعویدار ہو، مگر وہ اپنی بدعت کو ضرور بضرور کسی شرعی دلیل سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے☆۔ (الاعتصام)

مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد ہے: ''زیرا کہ ہر مبتدع و ضال عقیدہ فاسدہ خود را بزعم فاسد خود از کتاب و سنت اخذ می کند، پس ہر معنی از معانی مفہومہ از ینہا معتبر نہ شد۔'' یعنی ہر بدعتی، عوام کی تسکین قلب یا الزام خصم کے لئے دور از کار دلائل تلاش کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مقدس کلام کو اپنی نارسا عقل اور خواہشات نفسانی کی زنجیروں میں جکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔''

اس قسم کے من مانے استدلال کے توڑ کے لیے قرون فاضلہ کی تاریخ سے آگاہی نہایت مؤثر اور جامع ہتھیار ہے۔ کیونکہ یہی نصوص شرعیہ حضرات صحابہ کرام ؓ اور افاضل تابعین عظامؒ ہی کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں، وہ آیات قرآن کے نزول کے گواہ ہیں اور وہی شرعی دلائل اور ان کے استدلال سے بخوبی واقف تھے۔ جب ان عقائد فاسدہ اور بدعاتِ شنیعہ سے ان افضل ہستیوںؒ کے دل و دماغ محفوظ اور پاک رہے تو متأخر زمانہ والوں کو اس قسم کے استدلال کرنے کا جواز ہی کیا ہے؟! کیا متأخر ادوار کے علماء و فقہاء اور پیران و مفتیان کا علم اکابر صحابہ کرام ؓ اور افاضل تابعین عظامؒ سے زیادہ راسخ اور کامل ہے؟!!

☆ علمی لحاظ سے اہل بدعت کے غلط استدلال کی دو وجوہات ہیں:

۱۔ عربی زبان کے معنی و مفہوم میں رسوخ کا فقدان۔

۲۔ شرعی دلائل سے استدلال و استنباط کے اصولی قواعد سے جہالت۔ (یا چشم پوشی)

﴿فأما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تأويله﴾ راہ حق سے پھسلنے والوں کے متشابہ کے پیچھے پڑنے کا ذکر کیا۔ معلوم ہوا کہ علم میں راسخ لوگ ان کے پیچھے نہیں پڑتے۔ بس وہ صرف محکم کی اتباع کرتے ہیں۔ ہر دلیل جس کی عام شرعی دلائل شہادت دیں، وہ صحیح دلیل ہے۔

اہل زیغ فتنہ پسند ہوتے ہیں۔ وہ دلیل شرعی کو خواہشات نفسانی کی تسکین کا ذریعہ بناتے ہیں، پھر دلیل کو بطور شاہد پیش کرتے ہیں۔ ان کی ایک صفت زیغ (گمراہی) ہے، دوسری صفت عدم الرسوخ فی العلم (جہالت)۔

(الاعتصام للشاطبیؒ ۱/ ۲۲۰۔۲۲۲) (ابو عبدالعزیز عبدالوہاب خان)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ارشاد فرماتا ہے: میزان در معرفت حق و باطل فہم صحابہ وتابعین است، چنانچہ ایں جماعت از تعلیم آں حضرت ﷺ بانضمام قرائن حالی ومقالی فہمیدہ اند۔ دراں تخطیہ ظاہر نکردہ واجب القبول است......اگر برخلاف قرن اول حمل مے کند پس در بدعت او ملاحظہ باید نمود، اگر مخالف ادلہ قطعیہ یعنی نصوص متواترہ واجماع قطعی است اورا کافر باید شمرد۔ اگر مخالف ادلہ ظنیہ قریبۃ الیقین است مانند اخبار مشہورہ واجماع عرفی گمراہ توان فہمید دون الکفر۔

ان عبارات سے چند امور نہایت واضح ہوتے ہیں:

۱۔ کوئی گمراہ بدعتی محض دعویٰ پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ اپنے دعویٰ کو دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۲۔ دلائل بھی محض عمومی ترغیب وترہیب اور ایسے واقعات پر مشتمل ہوتے ہیں جن کا زیر بحث بدعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۳۔ اہل بدعت کتاب وسنت کی اتباع کے مقدس جذبے کے تحت ان دلائل کی روشنی میں ان بدعات وخرافات کو اختیار نہیں کرتے، بلکہ ان کے کسی پیشرو یا خود ساختہ پیشوا نے ایسی بدعت ایجاد کر رکھی ہوتی ہے۔ اس کی تقلید کرنے والا بدعتی قرآن پاک اور حدیث شریف کو کھول کر من پسند قسم کے دلائل تلاش کرتا ہے۔ اور دور از کار تاویلات کے سہارے استدلال کی بے سود کوشش کرتا ہے۔☆

۴۔ جب ایسے بدعتیوں کے سامنے رد بدعات میں قرآن وحدیث کے واضح نصوص اور اسلاف دین کی سیرت طیبہ پیش کی جاتی ہے تو وہ حق کو قبول کرنے کے بجائے اہل حق پر مختلف الزامات لگا کر یا گالیاں دے کر لاجواب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

باب ششم: جب کسی چیز کے سنت اور بدعت ہونے میں شبہ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

پیش کردہ دلائل سے الحمد للہ سنت اور بدعت کی حقیقت اور اس کا حکم واضح ہو گیا ہے۔ اگر کسی چیز کے بارے میں اشتباہ واقع ہو اور انسان، فریقین کے دلائل کا موازنہ کر کے صحیح رائے قائم کرنے سے عاجز ہو تو اس ہدایت نبویہ کی پیروی کر کے متاع ایمانی کی حفاظت کا بندوبست کرنا ضروری ہے۔ (دیکھئے الاعتصام ۲/ ۶)

حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**الحلال بین والحرام بین وبینھما مشتبھات**

☆ مثلاً ماتم کی شرعی حیثیت سے متعلق ایک بحث میں بدعتی نے ﴿**لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم**﴾ (النساء:۱۴۸) سے استدلال کیا۔ **سوال**: یہ آیت حضرت علیؓ نے پڑھی اور سمجھی تھی یا نہیں؟ جواب: قرآن کو صرف ائمہ اہل بیتؒ نے سمجھا ہے اور علی علیہ السلام ان کے سردار ہیں۔ **سوال**: کیا حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے اگلے سالوں میں اس تاریخ کو ماتم کیا؟ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی برسی منائی؟ تاریخ وسیرت سے ثابت کرو۔ جواب: تاریخ سے ثبوت نہیں ملتا۔ **سوال**: پھر یہ بتاؤ انہوں نے قرآن کو اچھی طرح سمجھا نہیں تھا یا انہوں نے قرآن پر عمل میں کوتاہی کی؟! جواب: نہیں، استغفراللہ! **سوال**: پھر یقیناً تمہارا استدلال ہی باطل ہے۔ جواب: دراصل ماتم شریعت سے نہیں ''طریقت'' سے ثابت ہے۔ **سوال**: کیا علیؓ طریقت سے ناواقف تھے یا طریقت کے ہی منکر؟

(ابو محمد عبدالوہاب خان)